REGD No P-

رجسٹرڈ ایل ۔ ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۶ — شمارہ ۴۰

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ روپے
ممالک غیر -/۲ روپے

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۵ اخاء ۱۳۴۶ ہش	۲۸ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ	۵ اکتوبر ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۳ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۷ ستمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور آج کل مری میں قیام فرما ہیں۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لئے توجہ و التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع بیگم صاحبہ و عزیز بچوں کے تا حال حیدرآباد سے واپس تشریف نہیں لائے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور خیریت سے واپس دار الامان لائے۔ آمین

قادیان مورخہ ۲۹ ستمبر کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں ہفتہ وار تعلیمی جلسہ زیر صدارت جناب قریشی منظور احمد صاحب ستوز ایم۔ اے ناظر تعلیم منعقد ہوا۔ جس میں مکرم شیخ مسعود احمد صاحب، مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام، مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ نے تقاریر کیں۔ تقاریر سے قبل سیکرٹری جلسہ خاکسار (محمد حفیظ بقاپوری) نے بعض ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی جن پر عمل پیرا ہونے سے تقاریر کا یہ پروگرام زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔

● قادیان ۳ اکتوبر۔ جناب ملک صلاح الدین صاحب جنوبی ہند کے دورہ [illegible]

مکرم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی کی باعزت بریت

از مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان

مکرم سید محی الدین ایڈووکیٹ رانچی جو صوبہ بہار کے ایک ممتاز وکیل ہیں۔ جہاں تک کے وفادار اور قانون کے پابند ہیں۔ اور اپنے ملک کی ترقی و بہبودی کے لئے اپنی دماغی صلاحیتوں اور خداداد قابلیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔ اور اخبار سینٹینل رانچی کے ایڈیٹر کے طور پر بھی وہ ملک کو بہترین مشوروں کے ذریعہ خدمات بجا لاتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہار کے مسلمانوں کے سچے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں۔ اور دکھ سکھ میں ان کے ساتھی ہیں۔ اور ہر تکلیف، پریشانی اور مشکل کے وقت ان کی مدد کے لئے صف اول میں خدمات بجا لانے کے لئے مسلمان انہیں موجود پاتے ہیں۔

رانچی کے حالیہ فسادات میں چونکہ مسلمانوں کو شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اور ان کی جان و مال، عزت و آبرو۔ اموال و املاک بے دردی سے تباہ و برباد کی گئیں۔ اس موقعہ پر سید صاحب موصوف نے اپنے اخبار میں ان فسادات کے پس منظر کو مفصل طور پر پیش کیا۔ جس کی وجہ سے مقامی حکام کو یہ بات ناگوار گزری جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً اس وقت کے حالات پر مقامی حکام بروقت قابو پانے سے قاصر رہے۔ چنانچہ لوکل حکام نے سید صاحب کی حق گوئی کو پسند کرنے کی بجائے ناپسند کرتے ہوئے انہیں گرفتار کر لیا۔

ان کی گرفتاری کی اطلاع جب مرکز سلسلہ احمدیہ قادیان میں پہنچی۔ تو مرکز کی طرف سے پرائم منسٹر و ہوم منسٹر گورنمنٹ آف انڈیا اور چیف منسٹر و ہوم منسٹر آئی۔ جی پولیس صوبہ بہار کو ان کی رہائی کے سلسلہ میں تاریں دی گئیں۔ اور جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد کو پیش کرتے ہوئے تفصیلی چٹھیاں لکھی گئیں۔ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۷ء کو پرائم منسٹر کی طرف سے چٹھی ملی۔ کہ اس بارہ میں مؤثر کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں مرکز کی طرف سے مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ کلکتہ کو بھی ہدایت بھجوائی گئی۔ کہ وہ کسی دوست کے ہمراہ رانچی پہنچیں۔ اور مقامی دوستوں کے ہمراہ وہاں پہنچ کر سید صاحب موصوف کی رہائی کے لئے کوشش کریں۔ اور اگر اس میں ہائی کورٹ کی طرف بھی رجوع کرنا پڑے تو کارروائی کریں۔ چنانچہ الحمد للہ کہ رانچی سے آمدہ اطلاع سے معلوم ہوا کہ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء کو سید صاحب موصوف کو حکومت بہار کی طرف سے حکم ملتے ہی باعزت طور پر رہا کر دیا گیا۔ اور یہ کہ لوکل حکام کی اس کارروائی کو بہار گورنمنٹ نے ناپسند و نامنظور کیا ہے۔

اس موقعہ پر نظارت جہاں سید صاحب موصوف اور ان کے رشتہ داروں کو مبارکباد پیش کرتی ہے وہاں حکومت بہار کی بھی شکر گزار ہے کہ ہماری درخواست کو قبول کرتے ہوئے انصاف پسندانہ قدم اٹھایا ہے۔ جماعت احمدیہ خالصتاً ایک مذہبی و تبلیغی جماعت ہے اور ہمیشہ ملکی سیاسیات میں الجھنے سے گریز کرتی ہے۔ مگر اس کا ہر فرد مظلوموں کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اسی وجہ سے سید صاحب موصوف رانچی کے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کو برداشت نہ کر سکے۔ اور انہوں نے ایک حقیقت پسندانہ مضمون حکام کی توجہ کیلئے اپنے اخبار میں دیا۔ مظلوم خواہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو اس کی مدد کرنا اسلام کی بنیادی تعلیم کی رو سے فرض اولین میں شامل ہے۔ گذشتہ چند ماہ سے ملک کے مختلف حصوں میں مسلمانوں پر جس قسم کی زیادتیاں ہوئی ہیں۔ وہ حکومت کے لئے یقیناً لمحہ فکریہ ہونی چاہئیں۔ مخلوق خدا کو اس طرح بے رحمی سے تباہ و برباد کرنا کسی مذہب اور حکومت میں بھی جائز نہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اگر حکومت نے اب بھی اس طرف توجہ نہ دی تو وہ خدا جس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اور جس کو اپنی مخلوق سے ماں سے بھی زیادہ محبت ہے اس کا غضب ضرور جوش میں آئے گا اور ظالموں کو خواہ وہ کسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں ضرور قرار واقعی سزا دے گا۔

سید صاحب موصوف کی رہائی کے بارہ میں بہ تفصیل معلوم ہوئی ہے کہ مورخہ ۲۴ ستمبر کو دو بجے رات گورنمنٹ بہار کا وائرلیس رانچی کے حکام کے نام پہنچا۔ کہ گورنمنٹ ایس۔ ایم احمد کی نظر بندی کو نامنظور کرتی ہے۔ اور انہیں عزت کے ساتھ رہا کرتی ہے۔ چنانچہ مورخہ ۲۵ کو چھ بجے صبح مکرم وکیل صاحب موصوف کو نظر بندی سے آزاد کر دیا گیا۔ جیل کے جملہ حکام محترم وکیل صاحب کو جیل کے بڑے گیٹ سے باہر تک الوداع کرنے کے لئے آئے۔ الحمد للہ۔

ان کی بریت کی اطلاع ملتے ہی شہر بھر کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اور لوگ جوق در جوق آ کر خوش آمدید و مبارکباد دیتے رہے۔ ان کی والہانہ مسرت قابل دید تھی۔

بہار گورنمنٹ نے ہائی کورٹ کے ایک جج کو فسادات کے متعلق تحقیق کے لئے مقرر کیا ہے۔ محترم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی اس کمیشن کے سامنے مسلمانوں کا کیس پیش کریں گے۔ رہائی کے بعد محترم سید صاحب نے اس کیس کی تیاری شروع کر دی ہے۔

دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں سید صاحب موصوف کو ملک و ملت کی خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ اور مسلمانوں کی یاس و ناگفتہ بہ حالت کا بہتر رنگ میں مداوا ہو سکے۔

— آمین —

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۶۷ء

یہود کی مغضوبیت اور موجودہ غلبہ کی حقیقت

مشرقِ وسطیٰ میں ماہ جون کے پہلے ہفتہ جو المیہ گذرا اس نے جہاں ملکی حدود اور دُنیا کی سیاسیات پر گہرا اثر ڈالا وہاں اسلامی دنیا کے بعض مذہبی خیالات کو بھی جھنجھوڑ دیا اُنہیں ایسی صداقتوں کی طرف توجہ پیدا ہوئی کہ اگر یہ واقعہ ہائلہ پیش نہ آتا تو ممکن نہ تھا کہ بے خبر مسلمان اُن مسائل کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی دیکھتے۔ خیر ان صداقتوں کی نشان دہی اور تفصیلات تو ایک علیحدہ مضمون ہے جس پر ہم کسی اور وقت روشنی ڈالیں گے اس وقت ہم اس اہم بات کے بارہ میں کچھ کہنا چاہتے ہیں جو کہ اس وقت مسلم عوام اور خصوصاً مسلم اخبارات کا موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ اور کم و بیش ہر مسلمان کے ذہن میں گھوم پھر کر ایک ہی نوعیت کے سوال اُبھر رہے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

یہود ایک مغضوب قوم تھی جس پر ذلت اور بے بسی لگا دی گئی تھی۔ یہی سُنا جاتا تھا کہ تا قیامت یہود پر ایسے افراد مسلط رہیں گے جو انہیں طرح طرح کے دُکھ دیتے رہیں گے جیسا کہ قرآن کریم کی حسب ذیل آیات میں ان کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ

(۱) ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ۔
(البقرۃ آیت ۶۲)

(ب) وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
(الاعراف آیت ۱۶۸)

اس کے برعکس اس وقت اسرائیل کی باقاعدہ حکومت قائم ہو چکی ہے۔ اور حالیہ عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کو زبردست ہزیمت اور اسرائیل کو نمایاں غلبہ ہوا۔ اور یہود کی جو عمومی حالت ہے وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے کیا اس ساری بدلی ہوئی صورتِ حال سے کلام اللہ پر اعتراض نہیں پڑتا؟ علاوہ ازیں اس سوال کو بعض قسم کی خبریں یا تبصرے زیادہ پریشان کن بنا دیتے ہیں مثلاً:

(۱) صدق جدید مجریہ ۹/۴۷ ۵ معاصر الجمعیت یکم ستمبر ۱۹۶۷ء کے حوالہ سے لکھتا ہے:-

"یہودیوں کی تعداد دُنیا میں ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ نہیں اور وہ تمام مغربی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جہاں کہیں اقلیت میں ہیں وہاں کی حکومت کو انہوں نے اپنی مٹھی میں لے لیا ہے انہوں نے دنیا کو نمبر اوّل کے سائنس دان نمبر اوّل کے صنعت کار۔ نمبر اوّل کے موجد۔ نمبر اوّل کے ایڈمنسٹریٹر۔ نمبر اول کے تاجر مہیا کئے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ وہ جہاں کہیں ہیں عوامی زندگی پر چھائے ہوئے ہیں امریکہ کی مالیات پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ جوتوں کی مشہور کمپنی باٹا ساری دنیا میں کاروبار کرتی ہے اور اس کا مالک یہودی تھا۔ اتنا بڑا کاروبار کر کے بھی اگر یہودیوں کی قلیل تعداد امتیاز کی مالک نہ بنے تو اُن کے مقابلہ پر کون آئے گا .... صرف نیویارک کے یہودیوں کا فنڈ ۲۲ ارب کا ہے۔ حالیہ عرب اسرائیل جنگ کے بعد اسرائیل کو اس فنڈ میں سے تین ارب روپے کی امداد دی گئی ہے۔ اور جو وقتی طور پر چندہ ہوا اس کا اندازہ بھی ایک ارب سے زائد بتایا گیا ہے"

(الجمعیتہ ہفتہ وار یکم ستمبر ۱۹۶۷ء)

سادہ بیان ایک ذمہ دار نیم دینی اخبار کا ہے کیا ایک مغضوب مقہور قوم کی نشانیاں یہی ہیں؟ کیا جس قوم کو ابداً آباد تک ذلیل و حقیر رہنا ہے اس کا حلیہ یہی ہوتا ہے؟ قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کی تصدیق داخل ایمان لیکن یہ کیا لازم ہے کہ جو تفسیر، تعبیر، تشریح آج سے کئی سو سال قبل اس وقت کے لحاظ سے بالکل صحیح تھی وہی آج بھی سو فیصد جوں کی توں صحیح تسلیم کر لی جائے۔"

(صدق جدید ۹/۴۷ ص ۱۵)

(ب) معاصر صدق جدید ہی میں ایک اور شذرہ بعنوان "نقصان کا ایک اندازہ" اس طرح شائع ہوا۔

"تل ابیب ۲۷ ستمبر آج اسرائیل نے سرکاری طور پر اعلان کیا کہ پہلی جون کی جنگ میں اس نے عربوں کے تقریباً ۲۱۶ کروڑ ۷۰ لاکھ ڈالر (۸۳ کروڑ روپیہ سے اوپر) کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا ہے اور اب اس مالیت کے ہتھیار وہ یا تو فروخت کر دے گا۔ یا اسرائیلی فوج کے کام میں لائے گا۔"

.... غنیم کے ہاتھ میں چلے جانے والے ہتھیار ہی اس قیمت کے ہیں تو کُل مالی نقصان کی میزان ظاہر ہے کہ اس سے کئی گنا زائد ہوگی۔"

(صدق جدید ۹/۴۷ ص ۲۲)

ان حالات میں بلاشبہ سوال کافی پریشان کن نظر آتا ہے لیکن جیسا کہ معاصر صدق جدید کے اوّل الذکر شذرہ کے آخری حصہ میں اشارہ ملتا ہے فی الواقع یہ سب پریشانی کم علمی کوتاہ نظری غلط قسم کے معانی اور تفسیر و تعبیر دماغ میں رکھ لینے کا نتیجہ ہے۔ لیکن اگر ہم کسی قدر وسعت نظری سے کام لیں تو معاملہ اس قدر پریشان کن نہیں بالخصوص جبکہ محولہ آیت سورت آل عمران میں بھی موجود ہے جس میں ایک زائد بات بھی بیان کی گئی ہے۔ اور اس میں ہماری سب پریشانی کا کافی و شافی جواب موجود ہے۔ اس جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:-

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ (آل عمران آیت ۱۱۳)

آیت کریمہ واضح طور پر بتا رہی ہے کہ یہود کی ذلت و مسکنت کا فیصلہ دو صورتوں میں بدل سکتا ہے۔

اوّل۔ اس صورت میں کہ بحبل من اللہ کہ یہود اللہ تعالیٰ کی رسی کو تھام لیں یعنی دین حق کو قبول کر لیں۔ اور مسلمان ہو جائیں۔

دوم یہ کہ اسلام تو نہ لائیں مگر دوسرے لوگوں کا سہارا لے لیں تب بھی ان کے بارہ میں خدائی فیصلہ بدل سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کا وہ غضب جو یہود کے لئے بھڑکا ہے اس میں کمی آ سکتی ہے۔

اس سلسلہ میں سورت اعراف کی محولہ بالا آیت ۱۶۸ کے الفاظ الیٰ یوم القیٰمۃ۔ وانہ لغفور رحیم خاص طور پر قابل غور ہیں۔ ان میں اشارۃ النص کے طور پر یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ یہود کے بارہ میں خدائی فیصلہ ایک وقت آ کر ضرور بدلے گا۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی ایک اور تقدیر اپنا کام کر رہی ہو گی۔

یہ دوسری تقدیر کیا ہے؟ اس کے نفاذ کا وقت کونسا ہے؟ اس کے لئے ایک تو سورۃ اعراف آیت ۱۶۸ کے الفاظ الیٰ یوم القیٰمۃ سے راہنمائی ملتی ہے جس کے معنے مسیح موعود کے نزول کا زمانہ ہے جیسا کہ احادیث میں اس زمانہ کو قرب قیامت کے الفاظ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

دوسرے نمبر پر ہمیں سورۃ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں جو تورات کے حوالہ سے یہود کی دو تباہیوں کا ذکر کیا گیا ہے اُسے اچھی طرح پیش نظر رکھنا ہوگا۔ اور ساتھ ہی اسی سورت کے آخری رکوع میں مذکور آیت ۱۰۵ پر غور کرنا ہوگا جس میں فرمایا:-

وَقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا۔

(بنی اسرائیل آیت ۱۰۵)

ان سب آیات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ فرعون سے نجات ملی اور فرعون کی غرقابی کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کنعان کی زمین میں رہنے کے سامان کر دیئے (جو حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد ہوا) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تم کنعان میں جاؤ لیکن ایک وقت کے بعد تم کو وہاں سے نکلنا پڑے گا۔ پھر خدا تعالیٰ تم کو واپس لائے گا پھر تم نافرمانی کرو گے دوسری بار پھر تم پر عذاب آئے گا اور تم جلاوطن رہو گے اور ارض مقدسہ میں

(باقی صفحہ ۵ پر)

خطبہ جمعہ

تمام احمدی جماعتیں اس بات کا انتظام کریں کہ ہر احمدی قرآن مجید کا ترجمہ سیکھے اور اس پر عمل کرے

قرآن کریم کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہی اسلام ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرمودہ ۲۵ / ستمبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

25 9/1953

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کے بعض ضروری امور اور تفصیلات حدیث اور فقہ سے معلوم ہوتی ہیں لیکن

اسلام کی اصولی تعلیم

قرآن حکیم سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم ایک جامع کتاب ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتی ہے۔ اور اسلام ایک زندہ مذہب ہے جو انسان کے ہر مقصد اور ہر مدعا میں راہ نمائی کرتا ہے پس اسلام کو قبول کرنے کے معنے یہ ہیں کہ انسان اس کی راہ نمائی اور ہدایت کو تلاش کرنے اور عمل کرنے پر آمادگی کا اظہار کرے اور اسلام کے قبول کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان قرآن کریم کی ہدایات اور اس کی کامل تعلیم پر یقین اور ایمان رکھے اسلام بے شک کامل مذہب ہے لیکن

اسلام کی زبان قرآن کریم ہے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک کامل نبی ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان قرآن کریم ہے اللہ تعالےٰ بیشک ہر نقص سے پاک اور ہر خوبی کا جامع خدا ہے لیکن اس کی زبان قرآن کریم ہے۔ اصولی تعلیم خدا تعالےٰ کی طرف سے قرآن کریم کے سوا اور کہیں نہیں ملتی۔ اصولی تعلیم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قرآن کریم کے سوا اور کہیں نہیں ملتی۔ اصولی تعلیم کا ماخذ

فقہاء اسلام اور مفسرین اسلام

کے لئے سوائے قرآن کے اور کوئی نہ تھا۔ جو کچھ مفسرین اسلام نے بیان کیا ہے۔ جو کچھ مجتہدین اسلام نے بیان کیا ہے۔ جو کچھ فقہاء اسلام نے بیان کیا ہے اگر وہ صحیح ہے تو وہ قرآن کریم کی تفسیر ہے جو کچھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اگر وہ واقعہ میں آپ تک پہنچ جائے تو وہ قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ جو کچھ خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اگر واقعہ میں وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے تو وہ قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ ہاں جزئیات ایسی ہیں جو قرآن کریم نے ایسے الفاظ میں بیان نہیں کیں کہ انہیں ایک عام آدمی سمجھ سکے۔

الہیٰ ارشاد اور وحی

میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذہن کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ جزئیات ایسی ہیں کہ اصولی تعلیم میں ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وحی جلی یا خفی میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی طرف توجہ دلائی گئی۔ وہ بے شک قرآن کریم کی خفی تفسیر یا حاشیہ کہلا سکتی ہیں۔ لیکن وہ محض جزئیات ہیں۔

اصولی تعلیم قرآن کریم میں ہی ہے

لیکن بدقسمتی سے مسلمان قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے سے محروم ہیں۔ ہمارے ربوہ کے سکولوں میں لڑکے اور لڑکیاں آتی ہیں یا قادیان کے سکولوں میں لڑکے اور لڑکیاں آتی تھیں تو افسوس کے ساتھ یہ بات معلوم ہوتی تھی اور معلوم ہوتی ہے کہ ان میں سے بعض دسویں جماعت تک بھی قرآن کریم ناظرہ نہیں پڑھ سکتے۔ اب یہاں کالج بنا ہے۔ اس میں بعض ایسی لڑکیاں آتی ہیں جنہیں سورۂ فاتحہ کا ترجمہ بھی نہیں آتا۔ اگر یہ حالت ہے تو سوال یہ ہے کہ جب قرآن کریم سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ تو مذہب سے ان کا کیسے تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ اسلام قرآن کریم کا نام ہے۔ تم اسلام کی کوئی تعریف کرو۔ وہ نامکمل ہوگی حقیقی تعریف یہی ہے کہ

قرآن کریم کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اسلام ہے

اس کے سوا جتنی باتیں بھی تم لاؤ گے وہ ایک دائرہ تو بنا دیں گی۔ مگر تفصیلی تعریف اسلام کی نہیں کریں گی۔ جیسے لوگ گز بنا لیتے ہیں۔ تجار اور صنعت و حرفت والے بعض گز بنا لیتے ہیں۔ مگر یہ گز تفصیل کا قائمقام نہیں ہو سکتے۔ گز کسی کو مورخ یا حساب دان نہیں بنا سکتے۔ ایک مورخ کے لئے ضروری ہے کہ اسے تمام قسم کی ضروری تفصیلات یاد ہوں۔ ایک حساب دان کے لئے ضروری ہے کہ حساب کے متعلق اسے ہر قسم کے ضروری اصول یاد ہوں۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اسے اسلام کے تمام ضروری اصول یا احکام یاد ہوں۔ محض یہ کہہ دینا کہ اسلام کی تعریف یہ ہے کہ کلمہ پڑھ لو۔ یہ اسلام کی مکمل تعریف نہیں۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ کلمۂ شہادت اسلام کی تعریف ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ

کلمہ کے پیچھے جو حقیقت ہے

اس پر ایمان لانا اور عمل کرنا اسلام ہے جب ہم کہتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انسان مسلمان ہوتا ہے تو اس سے ہماری یہ مراد ہوتی ہے کہ عقائد کے متعلق جو تعلیم قرآن کریم نے دی ہے وہ اس پر ایمان رکھتا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا

اسلام کو مکمل کرتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو قرآن کریم لائے اور اس کی جو تشریح آپ نے فرمائی۔ جو شخص اس کے مطابق عمل کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔ اگر صرف لا الٰہ الا اللہ کہہ دینے سے انسان مکمل مسلمان بن جاتا ہے تو لا الٰہ الا اللہ منہ سے تو ہزاروں عیسائی بھی پڑھتے ہیں۔ پس خالی

لا الٰہ الا اللہ

سے کیا بنتا ہے۔ پس حقیقتاً جو اسلام ہے وہ قرآن کریم پر ایمان اور عمل ہے کلمہ سے ہم محض اس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور عمل سے بھی ہم محض اس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ گویا نہ صرف لفظی توحید سے انسان مسلمان ہوتا ہے۔ اور نہ

قرآن کریم کے تمام احکام

پر عمل کرنے سے انسان لازماً مسلمان ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کے بعض احکام اس کے لئے ضروری نہ ہوں مثلاً زکوٰۃ ہے۔ ایسے بھی مسلمان ہیں جن پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ حج ہے وہ ہر مسلمان کے لئے ضروری نہیں۔ حج صرف

صاحب استطاعت لوگوں پر فرض ہے

پھر اس قسم کی لاکھوں جزئیات ہو سکتی ہیں۔ جن پر کسی انسان کا عمل ہی نہیں ہو سکتا تو پھر کیا ایسا انسان مسلمان نہیں رہ سکتا۔ پس علم توحید کا اصولی علم جس کے ساتھ انسان مسلمان ہوتا ہے لا الٰہ الا اللہ پڑھ لینے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ علم توحید کا اصولی علم قرآن کریم سے حاصل ہوتا ہے اور وہ عملی اصول جن سے ایمان اور اسلام مکمل ہوتا ہے محمد رسول اللہ کہنے سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ وہ قرآن کریم کی تعلیم میں ہیں اور قرآن کریم پڑھنے سے آتے ہیں۔ بغیر قرآن کریم پڑھے اور اس کا مطلب سمجھے لا الٰہ الا اللہ کہنا یا محمد رسول اللہ کہنا ایک گر تو ہے یہ ایک منتر تو ہے لیکن اس کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

میں جان تب پڑتی ہے جب اس میں قرآن کریم ڈالا جائے اور جب اس میں قرآن کریم ڈالا جائے تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی زندہ ہو جاتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ بھی زندہ ہو جاتا ہے پس قرآن کریم کے پڑھے بغیر اسلام قطعی طور پر نہیں آ سکتا افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے افراد بھی جنہیں اصلاح کا دعویٰ ہے قرآن کریم پوری طرح نہیں جانتے۔ بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں لوگ قرآن کریم کے الفاظ تو پڑھتے ہیں ترجمہ نہیں پڑھتے۔ پھر اس سے بھی بڑی مصیبت یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ نہیں پڑھنا چاہیئے حالانکہ اگر ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالی جائے تو

انسان سو فیصدی نہیں تو ۹۰ فیصدی تو مسلمان ہو جائے گا۔ اور یہ بہتر ہے کہ انسان ۹۰ فیصدی مسلمان ہو یا یہ بہتر ہے کہ اس میں ایک فی صدی بھی ایمان نہ ہو۔ پس جماعت میں یہ عادت ڈالی جائے کہ قرآن کریم پڑھو تو ترجمہ بھی پڑھو۔ اگر یہ عادت ڈال دی جائے تو یقیناً لوگوں کے اندر

اسلام کی صحیح روح

پیدا ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص عربی نہیں جانتا وہ قرآن کریم نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ انسانی عادت ہے کہ کوئی بات اس کی زبان میں ہو تو وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں لیکن دوسری زبان بھی ہو تو اسے پہلے اپنے ذہن میں اس کا ترجمہ کرنا پڑتا ہے اور پھر کہیں جا کر عبارت کا مفہوم اس کے ذہن میں آتا ہے پس جب ہم قرآن کریم کا اردو ترجمہ پڑھیں گے تو عبارت کا مفہوم ہماری سمجھ میں آ جائے گا بشرطیکہ ترجمہ ایسا ہو کہ جس سے مفہوم سمجھ میں آ جائے۔ اس قسم کا ترجمہ نہ ہو کہ "نسک نہیں ہے کوئی بیچ اس کتاب کے۔" "بیچ اس کتاب کے" کہنے سے ہم مفہوم نہیں سمجھ سکتے۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ "اس کتاب میں کوئی شک والی بات نہیں ہے" اس سے مفہوم ہمارے ذہن میں آ جاتا ہے۔ جو شخص "بیچ اس کتاب کے" کہے گا۔ وہ "بیچ اس کتاب" میں ہی پڑا رہے گا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے معنے جو شخص یہ کرے گا کہ اللہ جو تمام جہانوں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ وہی سب تعریفوں کا مستحق ہے تو سب مفہوم سمجھ میں گے۔ لیکن اگر کوئی یہ ترجمہ کرے کہ سب تعریف واسطے اس خدا کے جو پالنے والا ہے سب جہانوں کا۔ تو اس کا مفہوم جلدی ذہن میں نہیں آ سکے گا۔

یہ سب حماقتیں ہیں

جن سے بچنا چاہیئے۔ ہر ایک چیز جب اپنی حد سے گذر جاتی ہے تو حماقت بن جاتی ہے۔ مثلاً نیت کو ہی لے لو۔ نماز کے لئے نیت باندھنا ضروری ہے۔ مقلدین اور غیر مقلدین سب کا اس پر اتفاق ہے امام بخاری جو غیر مقلدین کے سردار ہیں انہوں نے بھی کتاب بخاری شروع کی تو اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی حدیث سے کی۔ مقلدوں نے بھی کہا ہے کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو چار رکعت نماز ظہر کی یا دو رکعت نماز جمعہ کی ذہن میں لاؤ تا تمہارا ذہن عبادت کے ساتھ چلنے کے لئے تیار

رہے۔ غرض نیت انسان کے اندر بڑا ابھار پیدا کرتی ہے۔ نیت کو اڑا دیں تو ہمارا عمل یقیناً کمزور پڑ جاتا ہے۔ لیکن نیت پر غیر معمولی زور بھی درست نہیں ہو سکتا۔ نیت پر بھی غیر معمولی زور دیا تو یہ حماقت کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ ہم اگر اسلام اور قرآن کریم کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس طریق کو اختیار کرنا چاہیئے جو اس کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔

وہ طریق اختیار کرنا چاہیئے

جس سے اس کے معنے ہماری سمجھ میں آ جائیں۔ ورنہ اگر ہم وہ ذریعہ اور طریق چھوڑ دیں گے تو لازمی بات ہے کہ صحیح مفہوم سمجھنے پر قادر نہیں ہوں گے۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ قرآن کریم کے ترجمہ کو ضروری قرار دے بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت کے افراد یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے کسی ایسے لڑکے کو اپنی لڑکی نہیں دینی جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو یا ہم فلاں لڑکی اپنے لڑکے کے لئے نہیں لیں گے کیونکہ وہ قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتی۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اس طرح ایک بھاری تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔ اب بھی اگر پوچھا جائے کہ کتنے نوجوان قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں تو مجھے شبہ ہے کہ نصف کے قریب ایسے نوجوان یہاں بھی ہوں گے جو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے اور اس کی ساری ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جنہوں نے قرآن کریم کے الفاظ پر اتنا غیر ضروری زور دے دیا جیسے اس لطیفہ والے کے متعلق

مشہور ہے

جو نماز سے پہلے چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے کہنا ضروری سمجھتا تھا۔ احادیث میں آتا ہے کہ نماز کے لئے نیت ضروری ہے اس سے ذہن عبادت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس شخص نے اس چیز کو حماقت کی حد تک پہنچا دیا تھا۔ وہ جب "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" کہتا تھا تو بعض دفعہ وہ کسی صف میں ہوتا اور بعض دفعہ کسی صف میں بعض دفعہ وہ پہلی صف میں ہوتا اور بعض دفعہ وہ دوسری یا تیسری صف میں ہوتا جب وہ تیسری صف میں ہوتا اور نماز سے قبل نیت باندھتا کہ "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" تو اسے خیال آتا کہ درمیان میں ابھی دو صفیں اور بھی ہیں اس لئے میری نیت درست

نہیں۔ اس پر وہ صف چیر کر ایک صف آگے آ جاتا۔ اور پھر کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" لیکن پھر یہ خیال کرتا کہ ابھی اس کے آگے اور لوگ ہیں اس لئے اس کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ اس پر وہ صف چیر کر پہلی صف میں امام کے پیچھے آ جاتا اور سمجھتا کہ اب اس کی نیت ٹھیک ہو گئی اور وہ کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" لیکن پھر یہ خیال آ جاتا کہ ابھی نہیں الفاظ کا اشارہ امام کی طرف ہے یا میری انگلی دائیں بائیں ہو گئی ہے اس پر وہ امام کی طرف کو ہاتھ بڑھا کر انگلی سے اشارہ کرتا اور کہتا "چار رکعت پیچھے اس امام کے" لیکن پھر یہ خیال کرتا کہ شاید اشارہ ٹھیک طرح نہ ہوا ہو۔ صرف کپڑوں کی طرف اشارہ ہوا ہو۔ اس پر وہ انگلی امام کے جسم میں چبھوتا۔ اور کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" لیکن پھر یہ سمجھتا کہ شاید انگلی پوری طرح امام کے جسم کو نہیں چھوئی۔ اس پر وہ امام کو زور سے انگلی مارتا اور کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" اس طرح وہ اپنی نماز بھی خراب کر دیتا اور امام کی بھی۔ تو یہ حد سے آگے نکل جانے والی بات ہے۔ بے شک

قرآن کریم سمجھنا ضروری ہے

مگر جو شخص قرآن کریم نہیں سمجھتا اسے قرآن کریم کے ترجمہ سے محروم تو نہ کرو۔ میرے نزدیک بعض علماء نے یہ بہت بڑی غلطی کی کہ انہوں نے ترجمہ کو بالکل گرا دیا۔ حالانکہ قرآن کریم کا مفہوم سمجھنے کے لئے ترجمہ کا جاننا ضروری ہے۔ عربی جاننا ناممکن امر نہیں۔ فی الحال جہاں تک ہمیں ذرائع حاصل ہیں۔ اگر سارے مسلمان بھی عربی بولنے لگ جائیں تو

ہمارا تجربہ یہی ہے

کہ ابتدائی زبان کا جاننا مفہوم کو اتنا قریب نہیں کرتا کہ الفاظ بولتے ہی مفہوم سمجھ جائے۔ بہت کم آدمی ایسے ملیں گے جو مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ بولنے سے اس کا مفہوم سمجھ جائیں۔ پورا مفہوم سمجھنے کے لئے انہیں اس کا ترجمہ کرنا پڑتا ہے جس طرح ہم کسی بات کا مفہوم اردو میں سمجھ سکتے ہیں۔ غیر زبان میں نہیں سمجھ سکتے۔ ایک عرب الحمد للہ رب العلمین کہے گا تو فوراً اس کے ذہن میں اس کا مفہوم آ جائے گا۔ لیکن پاکستانی خواہ عربی بولنا جانتے بھی ہوں اس کا مفہوم فوراً سمجھ نہیں سکیں گے

انہیں اس کا مفہوم سمجھنے کے لئے اس کا ترجمہ کرنا پڑے گا۔ الا ماشاء اللہ جو شخص عربی زبان پر قادر ہو جائے وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن یہ مہارت کافی مشق سے حاصل ہوتی ہے یہی حال باقی زبانوں کا ہے اگر تم

انگریزی بولنے کی عادت

ڈالو گے تو تمہیں فقرے کا ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اس لئے کہ انگریزی زبان سیکھنے میں ترجمہ کی عادت نہیں ڈالی جاتی۔ عربی میں اس خیال سے کہ قرآن کریم آ جائے۔ شروع سے ترجمہ کی عادت ڈالی جاتی ہے اور بعد میں اس سے ہٹانا مشکل ہوتا ہے۔ اب تو یہ زمانہ آ گیا ہے کہ

استادوں کی توجہ

اس طرف سے ہٹ گئی ہے کہ بچہ کو 'الف' پیش 'ب' ساکن پڑھایا جائے۔ لیکن پہلے بچہ کو اس طرح پڑھنے کی عادت ڈالی جاتی تھی۔ پس جماعت کو

قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی طرف

توجہ کرنی چاہیئے۔ مرکب فقرات کا ترجمہ کرنے کی عادت نہیں ڈالنی چاہیئے۔ اس طرح مفہوم کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے عبادت کا نہیں اس لئے انگریزی جو ہے کا مفہوم سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ اگر عبارت کا ترجمہ کرنے کی عادت ڈالی جائے گی تو زبان نہیں آئے گی۔ مثلاً

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

کا ترجمہ نہیں کرنا چاہیئے۔ ال۔ حمد۔ للہ رب اور العالمین کا ترجمہ سیکھیں تو پھر مفہوم صحیح طور پر سمجھ میں آ جاتا ہے مگر محض اس لئے کہ عبارت کا ترجمہ کرنے کی ابتدا سے ہی عادت ڈال دی جاتی ہے۔ عبارت کا مفہوم وہ لوگ بھی نہیں سمجھ سکتے جو اپنی زبان جانتے ہیں۔ ایسے لوگ ابھی جب تک ٹھہر ٹھہر کر نہ پڑھیں عبارت کا مفہوم نہیں سمجھ سکتے۔ ایسے لوگوں کے لئے بھی ترجمہ پڑھنا مفید ہوگا۔ اگر اکٹھے ذرا کوع کے الفاظ پڑھ لئے جائیں اور پھر اس کا ترجمہ پڑھ لیا جائے تو یہ عمل زیادہ بہتر ہوگا بجائے اس کے کہ ہم عبارت کے ساتھ ساتھ ترجمہ کرتے جائیں۔ باقی جو لوگ

عربی زبان پر قادر

ہو جاتے ہیں وہ عربی میں ہی سوچنے اور غور کرنے لگ جاتے ہیں۔ میں ان کا ذکر نہیں کرتا۔ میں صرف ان لوگوں کا ذکر کرتا ہوں

جنہوں نے عربی زبان پوری طرح نہ پڑھی ہو صرف قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا ہوا یسے لوگوں کے لئے اردو کا ترجمہ پڑھنا ضروری ہے پس جماعت میں قرآن کریم کا اردو ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

ہر شخص جو اردو پڑھ سکتا ہے

اس سے پوچھو کہ کیا وہ قرآن کریم کا اردو ترجمہ پڑھتا ہے۔ اگر نہیں تو اسے اس طرف توجہ دلاؤ۔ عربی الفاظ کی تلاوت بھی ضرور کرو۔ مگر اس طرح کہ ایک ربع پڑھ لیا اور پھر اس کا ترجمہ اردو میں پڑھ لیا۔ عربی اس لئے پڑھنی چاہیئے تا متن محفوظ رہے۔ جو لوگ کتاب کی زبان کو بھول جاتے ہیں۔ وہ رگڑ کر تحریف سے ناواقف ہونے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص عربی عبارت نہ بھی جانے صرف ترجمہ پڑھتا ہو تو بھی عربی عبارت بار بار پڑھنے سے اسے ایسا ملکہ ہو جائے گا کہ جب کوئی شخص اس کے سامنے غلط مفہوم بیان کرے گا تو وہ کہہ دے گا یہ بات غلط ہے وہ کسی دھوکہ میں نہیں آئے گا پس عربی کے الفاظ بھی پڑھنے چاہئیں تا تحریف کی نگرانی ہو سکے۔ لیکن جو لوگ قرآن کریم کو عربی میں نہیں سمجھ سکتے انہیں ترجمہ کے فائدہ سے محروم نہیں رکھنا چاہیئے۔

پس ہر احمدی کو یہاں بھی اور باہر بھی ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

محکمہ تعلیم اور لوکل انجمن

بھی اس کا انتظام کرے ہر گھر میں دیکھا جائے کہ آیا اس میں ترجمہ والا قرآن کریم ہے اور پھر گھر والوں کو کہا جائے کہ وہ ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالیں اور جو شخص بالکل نہیں پڑھ سکتا اسے مجبور کیا جائے کہ وہ کسی دوسرے سے ترجمہ سنے ربوہ میں تو یہ سہولت ہے کہ ہر گھر میں اہل خانہ مرد اور عورت دونوں قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ سکتے ہیں ورنہ بیوی نہیں جانتی تو خاوند پڑھنا جانتا ہے۔ خاوند نہیں جانتا تو بیوی جانتی ہے۔ اگر دونوں نہیں جانتے تو کوئی نہ کوئی لڑکا یا لڑکی جانتی ہے۔ ہزار دو ہزار گھروں میں سے شاذ کوئی گھر ہو جس میں کوئی ترجمہ پڑھنے والا نہ ہو۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ربوہ میں سب لوگ آسانی کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ نہ پڑھ سکیں۔ عید الفطر اور بعض دوسری تقاریب پر غرباء کو کپڑوں وغیرہ کے لئے روپیہ دیا جاتا ہے کیا وجہ ہے کہ انہیں قرآن کریم خرید کر نہ دیا جائے۔ آخر ہر سال ہزاروں روپیہ غرباء کے لئے خرچ کیا جاتا ہے اگر انہیں خود احساس نہیں تو اسی امداد سے

قرآن کریم با ترجمہ خرید کر

دینے کے لئے کچھ رقم کاٹ لو اور اس سے انہیں قرآن کریم خرید کر دے دو۔ اگر اس کے نتیجہ میں انہیں اخراجات میں تنگی محسوس ہو تو اس کی ذمہ داری خود ان پر عائد ہوگی

پس ہر گھر کی نگرانی کرو اور ان سے کہو کہ وہ ترجمہ قرآن کریم پڑھیں اگر تم ایسا کرنے لگ جاؤ گے تو یقیناً تم اپنے عمل میں بھی تغیر محسوس کرو گے ......

پس ترجمہ والا قرآن کریم ہر گھر میں موجود ہونا چاہیئے۔ پھر ہر شخص کو یہ عادت ڈالنی چاہیئے کہ وہ ترجمہ پڑھے یا سُنے۔ اس طرح ہر ایک کے دل میں یہ شوق پیدا ہو جائے گا کہ وہ عربی سیکھے اور قرآن کریم کا ترجمہ سیکھے ......

جب کوئی شخص ترجمہ پڑھے گا تو وہ عربی الفاظ کے معنے سیکھنے کی کوشش بھی کرے گا اس طرح اس کی تعلیم مکمل ہو جائے گی۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ایک عام عربی دان اور ایک عام مولوی کے لئے بھی زیادہ فائدہ بخش یہی چیز ہے کہ وہ ترجمہ پڑھے۔ کیونکہ اپنی زبان میں جس طرح مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے دوسری زبان میں نہیں آتا۔ چند دن بھی ایسا کرو تو تم دیکھو گے کہ تمہیں اتنا دین آجائے گا جو تمہیں بیسیوں سال میں نہیں آیا تھا۔ اس لئے نہیں کہ تمہاری عربی ناقص تھی بلکہ اس لئے کہ تمہیں اس میں سوچنے کی مشق نہ تھی۔ (الفضل ۲۱/۹/۶۲)

(بحوالہ المصلح ۱۳ر نومبر ۱۹۵۲ء)

یہود کی مغضوبیت اور موجودہ غلبہ کی حقیقت

(بقیہ صفحہ ۲)

من حیث القوم اُس وقت تک واپس نہ آسکو گے جب تک کہ تمہاری مثیل قوم کے متعلق جو دوسری تباہی کی خبر ہے اس کا وقت نہ آجائے جب وہ وقت آئے گا تو پھر تم کو مختلف ملکوں سے اکٹھا کر کے ارض مقدس میں واپس لایا جائے گا۔

سورت بنی اسرائیل کے شروع میں دو وعدوں کا ذکر ہے اور دونوں ہی عذاب کے وعدے ہیں۔ ایک بخت نصر شاہ بابل کے ہاتھوں ۵۸۶ قبل مسیح پورا ہوا۔ اور دوسرا ٹائیٹس شاہ روم کے ہاتھ سے واقعہ صلیب کے ۷۰ سال بعد یعنی ۷۰ء میں پورا ہوا۔ ان دونوں وعدوں میں بنی اسرائیل کے پراگندہ کرنے کا ہی ذکر ہے۔ ان کے اکٹھا کرنے کا ذکر نہیں۔ اس کے برخلاف آیت مذکورہ میں یہ ذکر ہے کہ دوسرے وعدے کے وقت بنی اسرائیل کو پھر ارض مقدس میں لایا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دوسرا وعدہ کوئی اور ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اس جگہ کے دوسرے وعدے کے ساتھ کوئی پہلا وعدہ بھی ہے۔ ہم غور کرتے ہیں۔ تو ان دو وعدوں کا ذکر قرآن کریم میں صرف اس طرح ملتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا گیا ہے (سورہ مزمل وغیرہ) اور سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کے ایک حصہ کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ وہ اہل کتاب کے نقش پر چلیں گے۔ پس ان دونوں باتوں کو ملا کر نتیجہ نکالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بنی اسرائیل کی طرح دو عذاب کے وعدے مسلمانوں کے لئے کئے گئے ہیں۔ اور سورت بنی اسرائیل کی زیر نظر آیت نمبر ۱۰۵ میں وعد الآخرۃ سے مراد مسلمانوں کے دوسرے عذاب کا وعدہ ہے اور بتایا کہ مسلمانوں پر جب ایسا وقت آئے گا کہ دوسری دفعہ ارض مقدس کچھ عرصہ کے لئے اُن کے ہاتھ سے نکل جائے گی تو اُس وقت اللہ تعالیٰ پھر اسے بنی اسرائیل تم کو اس ملک میں واپس لے آئے گا۔

اس موقعہ پر تفسیر فتح البیان کے مصنف لکھتے ہیں کہ بعض علماء کے نزدیک وعد الآخرۃ سے اس جگہ مسیح موعود کا نزول مراد ہے علماء کے اس قول سے ایک طرف آیت سورۃ القیٰمۃ کے بیان میں ہماری مذکورۃ الصدر تشریح کی تائید ہوتی ہے۔ اور یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ یہود کے بارہ میں خدا تعالیٰ کی دوسری تقدیر کہ (حبل من الناس کا سہارا لے کر وقتی طور پر ذلت و مسکنت سے نکل کر ارض مقدس میں جمع ہو جانا) ——— اُس وقت نافذ ہوگی جب مسیح موعود کا زمانہ ہوگا۔ اور وہ نزول فرما چکے ہوں گے۔ اب کوئی مانے چاہے نہ مانے حقیقت یہی ہے کہ مسیح موعود نازل ہو چکے اور فاذا جاء وعد الآخرۃ جئنا بکم لفیفاً کے وعدہ کے مطابق یہود کو ارض مقدس میں جمع کر دیا گیا اس کے بعد اُن کی عبرت ناک تباہی کے لئے ایک تیسری تقدیر نافذ ہوگی جس کا ذکر سورۃ انبیاء کے آخری رکوع میں ہے۔

الغرض جو کچھ اب تک ہوا الٰہی نوشتوں کے مطابق ہوا۔ بے شک موجودہ حالات ہر مسلمان کے لئے پریشان کن ہیں اور موجب تشویش لیکن یہ حالت وقتی نوعیت کی ہے۔ اسلام کا مستقبل بڑا تابناک اور درخشندہ ہے۔ اس لئے مایوس ہونے کی بجائے مسلمانوں کو متحد و متفق ہو کر پوری بیدار مغزی کے ساتھ ان حالات کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ سب کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کے اُس فضل اور رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کریں۔ جو اس مقصد کے لئے شرط ہے۔ اور ظاہری اسباب سے زیادہ خالص روحانی اسباب کی طرف توجہ کریں۔ بالخصوص جبکہ اسرائیل کی پُشت پر امریکہ اور برطانیہ اور بعض حالات میں روس بھی ہے۔ یہ سب اقوام ایسی ہیں جن کو بائیبل اور قرآن میں یاجوج ماجوج کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اور احادیث نبویہ میں بطور پیشگوئی یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ

"لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ

لِقِتَالِهِمَا"

کہ یاجوج ماجوج کا ظاہر جنگ و قتال میں ہو

موجود۔ مقابلہ کرنا ممکن نہ ہوگا۔ بلکہ اس کے لئے روحانی اسباب کو کام میں لانے کی ازبس ضرورت ہوگی۔ یہی وہ اصل بات ہے۔ جس کی طرف حالیہ عرب اسرائیل جنگ کے خاتمہ پر مراکش کے شاہ حسین نے اپنے واضح بیان میں اشارہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ سے منہ موڑ لینے اور روحانی طور پر بگڑ جانے کا اعتراف کیا۔ وھو الحق +

——— بہتر

"الحق" کی ناحق گوئی

رسالہ الحق حیدرآباد کے مضمون کا مدلل جواب

(۳)

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد

خاکسار نے اپنے پمفلٹ میں آیۃ قرآنی ماکان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (سورۃ آل عمران) کی روشنی میں مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے تحریر کیا تھا کہ مسلمانوں میں سے کھرے کھوٹے میں تمیز کے لئے خدا تعالیٰ اپنے مامور کو مبعوث فرمائے گا۔ اس حقیقت بیانی پر طبع آزمائی کرتے ہوئے مضمون نگار یوں رقمطراز ہیں:۔

"خاکسار کے بعد پمفلٹ میں اُمتِ مسلمہ کی خرابیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے اور ان کی احادیث سے مدلل کرنے کے بعد آیات کریمہ ماکان اللہ لیذر المؤمنین ..... ورسلہ من یشاء اور ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم .... وھو العزیز الحکیم مع ترجمہ پیش کرتے ہوئے ان آیات سے اس طرح کا مطلب نکالنے کی کوشش کرنا جس سے مرزا غلام احمد قادیانی کا رسول ہونا قارئین کے ذہن نشین ہو جائے بڑی دیدہ دلیری ہے۔"

اس کے بعد مذکورہ آیۃ کا ترجمہ یوں کیا گیا کہ "اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے اپنے حال پر نہیں چھوڑ دیتے بلکہ بلحاظ زیادہ دو مسکان جیسے حالات متقضی ہوں۔ پیغمبروں کے ذریعہ اس کے حسن و قبح اچھائی برائی۔ پاک و ناپاک، ہدایت و گمراہی کی ایک دوسرے سے تمیز کرا دیتے ہیں تاکہ اللہ کے بندے پاک و ناپاک ہدایت و گمراہی میں آسانی تمیز کر سکیں۔" (صفحہ ۱۵)

یہ سارا ترجمہ مضمون نگار کی تحریف و ناویل کی بدترین مثال ہے۔ مذکورہ آیۃ میں خدا تعالیٰ نے نہایت وضاحت سے بیان فرمایا کہ ماکان اللہ لیذر المؤمنین .... کہ یہ ممکن ہی نہ تھا کہ جس حالت پر تم لوگ ہو اللہ تعالیٰ اس پر سب تک ناپاک کو پاک سے علیحدہ نہ کر دیتا تم جیسے مومنوں کو چھوڑ دیتا۔"

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے واضح رنگ میں مومنوں کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن مضمون نگار نے اس کا ترجمہ "بندوں" کا کیا ہے۔ اسی طرح صریح طور پر تحریف معنوی کا مرتکب ہوئے ہیں۔ موجودہ مسلمانوں کی ضلالت کوش اور غیر مومنانہ زندگی سے کسی کو انکار نہیں۔ اور ان میں پاک اور ناپاک میں امتیاز کرنا بھی ایک مشکل امر بن کر رہ گیا ہے۔ مذکورہ رسالہ میں "مسلم بزنس سے خطاب" کے زیر عنوان ایک مقالہ شریک اشاعت کیا گیا ہے۔ جس میں نہایت کھلے الفاظ میں لکھا ہے:۔

"کیا یہ حقیقت نہیں کہ مسلم و غیر مسلم میں امتیاز کرنا ایک امر محال ہو گیا ہے۔ بلکہ ہو زیادہ دن نہیں لباس میں ہوں گی وہ مسلمان ہی ہوں گی ...... مشرکین عرب اپنی لڑکیوں کو صرف دنیوی زندگی سے محروم کرتے تھے اور ہم ہیں کہ اپنی اولاد کی ابدی زندگی آگ کے حوالے کر رہے ہیں بلحاظ انجام کس کے جرم کی نوعیت سنگین ہے۔ اُن کی یا ہماری ...... (صفحہ ۲۲)

"ہم گمراہ قوم کی راہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ مہد سے لحد تک خواہشاتِ نفس کی پیروی کا جاری و ساری ہے چاہے وہ خوشی کی محفل ہو یا مجالس غم یا بازار ہو یا دفتر مسلم و غیر مسلم میں امتیاز مشکل ہو گیا ہے۔" (صفحہ ۲۴)

"افسوس ہے کہ ہم باطل کے ساتھ کندھے سے کندھا ملانے ہی کو اپنے لئے باعث عزت و فخر سمجھ رہے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ...... لیکن زندگی کی عملی حیثیت سے ہم ان تمام مسلمات کی عزت و توقیر کر رہے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے ایسے ہی رویہ کا انجام بیان فرمایا ہے۔ تاکہ امتِ مسلمہ اس قسم کی بگاڑ سے بچے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزاء من یفعل ذالک منکم الا خزی فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم القیٰمۃ یردون الی اشد العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون

مطلب یہ ہے کہ احکامِ الٰہی پر جس طرح چاہے عمل کرتے ہو اور بعض کو مزید دنیا کے تحت چھوڑ دیتے ہو۔ یعنی دینِ الٰہی کو اپنی مرضی کا تابع بنا لئے جب ہمارا یہ حال ہو گا تو وعیدِ الٰہی دنیا میں ذلت کا عذاب جس کا عملی تجربہ بھی ہو رہا ہے اور آخرت میں شدید و ابدی عذاب کے متعلق نہ ہوگا۔ مکافاتِ عمل سے نافل و مطمئن ہو جانا عقل و ایمان کی بات نہیں بلکہ بے وقوفی اور بے ایمانی کی بات ہے۔"

(صفحہ ۲۸، ۲۷)

اس طویل اقتباس میں موجودہ مسلمانوں کے مردو زن کی افسوسناک حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور نہایت کھلے طور پر خبیث و طیب کے درمیان امتیاز کے فقدان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ موجودہ مسلمانوں کی حالت بنی اسرائیل کی مانند ہو چکی ہے۔ اسی قسم کا نقشہ حضرت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے ۱۴۰۰ سال قبل کھینچ کر اپنی امت کے سامنے رکھ دیا تھا۔ لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع حتی لو دخلوا حجر ضب لدخلتموہ قالوا یا رسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن؟

(بخاری جلد ۴ صفحہ ۹۱)

یعنی تم اُن لوگوں کے طریق کو اختیار کرو گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور تم میں اور اُن میں کھلی کھلی مشابہت ہو جائے گی۔ اُس وقت صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! من قبلکم سے مراد یہود و نصاریٰ کی تو نہیں؟ تو فرمایا کہ "پھر اور کون؟" اس حدیث سے واضح ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں کی حالت یہود و نصاریٰ کی تہذیب و تمدن کے مشابہ ہو جائے گی۔ اور وہ ان کے نقشِ قدم پر چلنے لگیں گے۔

اور مسلمانوں میں جب بھی یہ صورتِ حال پیدا ہو گی تو اللہ تعالیٰ اُن کو صحیح راہ پر چلانے اور اس طرح خبیث و طیب میں تمیز پیدا کرنے کے لئے اپنے مامور کو مبعوث فرماتا ہے۔ چنانچہ اسی وعدہ الٰہی کے مطابق خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عین وقت پر مبعوث فرمایا کہ خبیث و طیب میں امتیاز کر کے دکھلایا جائے۔ (باقی)

چک ایمرچھ کشمیر میں ایک عظیم الشان جلسہ

سولہ ۱۶ افراد کی بیعتیں!

غیر مبائعین کے کیمپ میں کھلبلی

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم یاڑی پورہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ چک ایمرچھ کا جلسہ ۱۰ ستمبر کو مسجد احمدیہ کے صحن میں منعقد ہوا۔ کنی پورہ سے امیر وفد الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی۔ شورت سے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم، شوپیاں سے مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد ۱۰ بجے دن یاڑی پور میں تشریف فرما ہوئے۔ صدر جماعت میر غلام محمد صاحب کے دولتکدہ پر ناشتہ کرنے کے بعد ہمارا یہ تبلیغی وفد بعض دیگر احباب جماعت کی معیت میں چک ایمرچھ پہنچا۔ چک ایمرچھ یاڑی پورہ سے ایک ڈیڑھ میل کی دوری پر واقع ہے۔ چک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو تین گھروں کے سوا سب لوگ احمدی ہیں۔ مبلغ سلسلہ مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب کی زیر ہدایات وفد کا روایتی استقبال کیا گیا۔ کھانا کھانے کے بعد مسجد احمدیہ کے صحن میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ احباب جماعت نے اسٹیج اور جلسہ گاہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور اشعار پر مشتمل قطعات اور رنگ برنگ کی جھنڈیوں سے خوب مزین کیا ہوا تھا۔ جلسہ کی کارروائی ٹھیک ایک بجے دن الحاج مولانا بشیر احمد صاحب امیر وفد کی زیر صدارت شروع ہوئی۔

تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے کی۔ بعدہ مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب نے مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم | پہلی تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر کی۔ آپ نے دلنشین انداز میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل علی اللہ، صبر و قناعت، دوستوں اور دشمنوں سے حضور کا حسین سلوک، جنگوں میں حضور کا کردار واقعات کی روشنی میں پیش کیا۔

پیشگوئی مصلح موعود | دوسری تقریر مندرجہ موضوع پر خاکسار کی تھی جس میں خاکسار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یہودیوں کی تصنیف طالمود، حضرت یحییٰ بن عقب کی "محمود" کے متعلق پیشگوئی، حضرت نعمت اللہ ولی کی پسر مہدی معہود کے متعلق پیشگوئی کو علی الترتیب پیش کر کے بتایا کہ ان جملہ پیشگوئیوں میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے ایک پاکباز بیٹے کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور چلہ کشی کے آخری ایام نازل ہوئی۔ اور جب حضور نے اسی وقت شائع فرما دیا تھا۔ اس پیشگوئی میں مصلح موعود کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت و نسل قرار دیا گیا ہے۔ اور متعدد صفات بتائی گئی ہیں جو آج ایک کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا صفات میں بطور شاہد ناطق پوری ہوئیں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کی پیدائش ۹ سال کے اندر بتائی ہے اور اس پر تحدی فرمائی ہے۔ کہ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں لیکن خدا کی باتوں کا ٹلنا ناممکن ہے۔ بشیر اول کی وفات پر مخالفین نے شور مچایا کہ یہ لڑکا تو فوت ہو گیا ہے۔ حالانکہ اس کے بارہ میں بڑی عظیم الشان صفات بیان کی گئی تھیں۔ حضور نے بڑی تحدی سے ان لوگوں کو جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ میعاد یعنی نو سال کے اندر وہ لڑکا ضرور پیدا ہو جائے گا۔ یہ سب باتیں پیغامی حضرات کے عقائد کے بطلان پر براہین قاطع کا حکم رکھتی ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر مصلح موعود کے نام محمود اور بشیر ثانی بھی بتا دیئے تھے لیکن آج جبکہ یہ الہامات حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات میں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کے طور پر اظہر من الشمس ہو چکے ہیں۔ پیغامی حضرات کی آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ لوگوں کو روز افزوں ترقی اور نیک نامی کو دیکھ کر بعض بد باطن لوگ مقدسین کی شہرت کو کم کرنے کے لئے ہمیشہ طرح طرح کے بے بنیاد الزامات لگایا کرتے ہیں چنانچہ المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی شہرت کو حسب الہام الٰہی زمین کے کناروں تک پھیلتے ہوئے دیکھ کر مخالفین نے ایسا ہی حربہ آپ کے خلاف بھی استعمال کیا جس کا جواب دیتے ہوئے حضور نے بیان کیا کہ:-

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کے ہاتھ میں عزت اور رسوائی ہے اور ذلت و عزت ہے کہ میں اس کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں اور جو لوگ میرے مقابل پر کھڑے ہیں اور مجھ سے مباہلہ کا مطالبہ کرتے ہیں وہ اس کی مرضی اور اس کے قانون کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اگر میں اس امر میں دھوکے سے کام لیتا ہوں تو اے خدا تو اپنے نشان کے ساتھ صداقت کا اظہار فرما۔ اب جس شخص کو دعوے ہو کہ وہ اس رنگ میں میرے مقابل پر آنے میں حق بجانب ہے وہ بھی قسم کھا لے اللہ تعالیٰ خود فیصلہ کر دے گا۔"

(۲۱ر اکتوبر ۱۹۲۶ء)

حضور کے اس اعلان نے مخالفین پر بجلی گرا دی ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اور المصلح الموعود کی شہرت اور عزت ہر آن الٰہی نوشتوں کے مطابق اکناف عالم میں پھیلتی ہی چلی جاتی ہے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

چند یوم ہوئے مجھے مولوی محمد علی صاحب مرحوم کی ایک تصنیف دیکھنے کا موقعہ ملا جو غالباً ۱۹۲۶ء کی تصنیف ہے اس میں مولوی صاحب نے قادیان سے جماعت احمدیہ کی ہجرت پر بہت کچھ کہا ہے اور لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو پیس کر رکھ دیا۔ مگر یہ مولوی صاحب کی غلط بیانی ہے۔ "داغ ہجرت" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام بھی تھا۔ اور دوسرے الہامات میں یہ اشارہ بھی پایا جاتا تھا کہ یہ ہجرت خلیفہ ثانی فضل عمر کے دور خلافت میں ہوگی۔ اور ہجرت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت [illegible] ترقی کی ہے۔ قادیان کے مقامات مقدسہ پہلے کی طرح اب بھی جماعت احمدیہ کے پاس ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اب بھی موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ انّ الذی فرض علیک القرآن لرادّک الیٰ معاد کے مطابق قادیان کے مقامات مقدسہ اور اس کے مکینوں کی اپنی حفاظت فرمائی ہے۔ جیسے دیکھ کر غیر بھی عش عش کر اٹھتے ہیں۔ پھر ہجرت سے قبل جلسہ سالانہ کے موقعہ پر چالیس پینتالیس ہزار احمدی قادیان پہنچتے تھے۔ لیکن آج ربوہ میں ایک لاکھ کے قریب احباب جمع ہوتے ہیں کیا پیس دینے کے یہی معنے ہوتے ہیں؟

اس کے مقابل پر پیغامی حضرات کو مولوی محمد علی صاحب مرحوم کی وفات کے بعد شائع ہونے والی اس چٹھی پر غور کرنا چاہیئے جو مرحوم کی بیگم صاحبہ نے لکھی اور مولوی صاحب مرحوم کی یادداشت پر نگاہ ڈالنی چاہیئے جو [illegible] نے "میری زندگی کا ایک ورق" [illegible] کے عنوان سے لکھی ہے۔ اس میں مولوی صدر الدین صاحب حال امیر غیر مبائعین اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب مصری اور ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور دوسرے قریبی رفقاء کو مولوی محمد علی صاحب کے بدترین دشمن بنایا گیا ہے۔ جنہوں نے مولوی صاحب مرحوم پر یہ الزام بھی لگایا تھا کہ مرحوم نے احمدیت سے انکار کر دیا تھا۔ اور انجمن کا مال غصب کیا تھا۔ ان کا سرغنہ مولوی صاحب مرحوم مولوی صدر الدین صاحب کو قرار دیتے ہیں اور یہ وصیت فرمائی تھی۔ [illegible] جنازے کو ہاتھ نہ لگائیں اور نہ ہی نماز جنازہ پڑھائیں۔ جس پر عمل بھی ہوا۔ قدرت الٰہی کا کرشمہ دیکھئے [illegible] صدر الدین صاحب جن کے متعلق [illegible] محمد علی صاحب اس طرح کی وصیت [illegible] ہیں۔ لیکن مرحوم کے آنکھیں بند کر لینے کے بعد ان کی "قوم" انہی مولوی [illegible]

کا جانشین بنایا گیا ہے۔؟
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہو

اس تقریر کے بعد مکرم غلام نبی صاحب ناظر نے اپنی ایک مطبوعہ نظم کشمیری زبان میں خوش الحانی سے سنائی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مشتمل ہے۔

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے موضوع پر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے ایک پر اثر تقریر کی اور المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور قیادت میں اور حضور کے بعد خلافت ثالثہ کے مبارک دور میں جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کو دلنشین انداز میں بیان کیا۔

ابدالی صاحب مولوی صاحب کی تقریر کے بعد مکرم غلام احمد شاہ صاحب ابدالی نے تقریر کی۔ آپ بارڈی پورہ کے مبر واعظ کے بیٹے ہیں۔ چند سال ہوئے آپ غیر مبائع ہو گئے تھے۔ اور دو ہفتے قبل بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں آپ اچھے مقرر بھی ہیں اور پیغامی تنظیم کے سیکرٹری بھی تھے۔ آپ نے وفات مسیح اور نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دلائل دیتے ہوئے نہایت دلچسپ انداز میں اپنے قبول احمدیت کے ایمان افروز حالات بتلائے ابدالی صاحب کے قبول احمدیت اور تقاریر سے اس علاقہ کے پیغامی حضرات کے کیمپ میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ کیونکہ ابدالی صاحب پیغامی حضرات کے سرگرم رکن تھے۔ ابدالی صاحب کے علاوہ باقی پیغامی حضرات بھی خاکسار کے ساتھ تبادلہ خیالات کر کے اپنے عقائد کی کمزوری محسوس کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کا اعتراف بھی کرتے رہتے ہیں۔ بزرگان سلسلہ و احباب سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ کے پیغامی حضرات کو قبول حق کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔

صدارتی خطاب صدر محترم نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ قرآن کریم کی آیت "آخرین منھم" میں سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ جو موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے پوری ہوئی ہے۔ اب اسلام کی ترقی اور شان و شوکت صرف اور صرف احمدیت سے ہی وابستہ ہے۔ آپ نے یتلوا علیھم ایاتہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے بڑے بڑے معجزات اور نشانات دنیا کو اللہ تعالیٰ نے دکھائے اسی طرح دور حاضرہ میں حضور کی ظلیت و غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے بڑے نشانات دکھلائے۔ اور جو لوگ بھی حضور کے مقابل پر آئے وہ ذلیل و خوار ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے کہا تھا کہ مرزا صاحب کی کتابوں کو دریا برد نہیں بلکہ جلا دینا چاہیئے نتیجہ یہ ہوا کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی لائبریری جو ان کی زندگی کا اثاثہ تھی ۱۹۴۷ء میں ان کی آنکھوں کے سامنے جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دی گئی۔ جماعت اسلامی۔ اہل حدیث، احراریوں اور پیغامیوں کے مرکز اس پُر آشوب دور میں پنجاب سے نیست و نابود ہو گئے۔ لیکن وہ مقدس مرکز جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ انی احافظ کل من فی الدار وہ تب بھی محفوظ رہا۔ اور اور اب بھی محفوظ ہے اور بدستور افزوں ترقی پر ہے۔ ہندوستان کی جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی تنظیم و ترقی اسی مرکز کی زیر قیادت ہو رہی ہے۔ اس مقدس مرکز کا نام ہے

قادیان دارالامان

فاضل مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ دعائیہ اشعار بھی پڑھے جن میں حضور نے اپنی مقدس اولاد کی بشارت دی ہے۔ اور اس کے بعد وجد آفریں انداز میں دعائیں کی ہیں آج حضور کی دعاؤں اور متعلقہ الہامات کا مشاہدہ ہم اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں۔ جبکہ اس مقدس اولاد کی زیر قیادت جماعت نے ایک ٹھوس چٹان بن کر مخالفت کی ہولناک آندھیوں کا مقابلہ کر کے مردانہ وار اکناف عالم میں احمدیت کی صداقت کا لوہا منوا لیا ہے۔ ؎

خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو اک عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

صدارتی تقریر کے بعد صدر محترم نے بعض درخواست ہائے دعا کی وہ چٹھیاں پڑھ کر سنائیں جو احمدی اور غیر احمدی احباب کی طرف سے پیش کی گئی تھیں۔ اور احباب کرام سمیت تحریک دعا فرمائی۔ بعدہٗ اجتماعی دعا کرائی۔ اور اس طرح نہایت کامیابی کے ساتھ یہ اجلاس انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بیعتیں چک میں ایک غیر احمدی دوست شدید طور پر بیمار ہیں۔ ان کی عیادت کے لئے احباب جماعت کی معیت میں مبلغین کا وفد پہنچا۔ ملاقات کرنے کے بعد ان کی صحت کاملہ کے لئے امیر وفد نے اجتماعی دعا کرائی بعدہٗ یہ دوست بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جلسہ کے بعد کل سات افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ چند روز قبل بارڈی پورہ میں مزید چھ افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور جلسہ سے تین روز بعد دو غیر مبائع اور ایک غیر احمدی دوست بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نو مبایعین کو استقامت عطا فرما دے۔ اور اس کا حامی و ناصر ہو۔

جناب امیر چھ میں .... بعد نماز مغرب و عشاء پراونشل انجمن کی جانب سے ایک تربیتی اجلاس بھی منعقد ہوا جس میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب اور راجہ الطاف [illegible] خان صاحب اور مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک پراونشل سیکرٹری امور عامہ نے تقاریر کیں۔ جناب ٹاک صاحب نے تبلیغی وفد کی کامیاب مساعی کچھ پیش کرتے ہوئے جماعت کی جانب سے حضرت اقدس کی خدمت میں ایک ریزولیشن بھیجنے کی تجویز رکھی۔ جس میں حضرت اقدس کی نوازش کا شکریہ ادا کر کے آئندہ بھی ہر سال اس سلسلہ کے جاری رکھنے کی استدعا کی جائے۔ حاضرین نے اس کی پُر زور تائید کی۔ صدر محترم نے سب کا شکریہ ادا کیا۔ اجتماعی دعا کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔

جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے قریشی محمود احمد خاں، راجہ طاہر احمد خاں منور احمد خاں اور راجہ منیر احمد خاں اور راجہ صادق احمد خاں ان سب اور دوسرے احمدی نوجوانوں نے نہایت مستعدی کے ساتھ جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

بارڈی پورہ ۱۱ ستمبر بعد نماز فجر تبلیغی وفد بارڈی پورہ پہنچا۔ مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک سرپنچ پراونشل سیکرٹری امور عامہ کے دولتکدہ پر قیام رہا۔ ناشتہ کے بعد مکرم خادم صاحب شورت کے لئے روانہ ہو گئے۔ بعد نماز مغرب امیر وفد مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے دلنشین انداز میں قرآن کی سورہ نصر کا درس دیا۔ اور ۱۲ کو دس بجے دن کی بس سے مکرم امیر وفد اور مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد بخیریت تمام واپس تشریف لے گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

نوٹ۔ عبد الستار صاحب نومبائع جو دو ماہ سے شدید طور پر بیمار تھے بیعت کے تیسرے روز فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصوف مرحوم کے باقی افراد خاندان نے بھی بیعت کر لی تھی۔ احباب مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرمادیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ اور استقامت کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ کلکتہ کا تربیتی اجلاس

مکرم جناب میاں محمد حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے ارشاد فرمایا کہ احباب جماعت کو ان کے فرائض و ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہر ماہ ایک خصوصی تربیتی اجلاس منعقد کیا جائے۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں جماعت احمدیہ کلکتہ کا پہلا خصوصی تربیتی اجلاس مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مکرم منشی شمس الدین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت، مکرم میاں محمد ادریس صاحب، مکرم سید مسعود احمد صاحب کٹکی مکرم محمود احمد صاحب سلیم سہگل قائد خدام الاحمدیہ اور مکرم میاں محمد حسین صاحب امیر جماعت نے تربیت کے سب پہلوؤں پر تقاریر کیں اور احباب کو ان کی تبلیغی و تربیتی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ احباب جماعت کلکتہ ماشاء اللہ سلسلہ کی مختلف رنگ میں خدمت کیلئے مستعد رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے اخلاص اور جذبہ قربانی میں

اذکروا موتاکم بالخیر

جناب پروفیسر محمد عطاء الرحمٰن صاحب کا انتقال پُرملال

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

قارئین کرام یہ معلوم کر کے شدید صدمہ محسوس کریں گے کہ سلسلہ کے ایک قدیم خادم اور فدائی اور بزرگ جناب پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب ایم۔اے ۲۷؍اگست کو قریباً چھ بجے صبح علاقہ آسام میں اس دارفانی سے عالمِ جاودانی کو سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم حضرت مولوی محمد امیر صاحبؓ مرحوم کے فرزند ارجمند تھے۔ اور آپ نے گوناگوں خدماتِ سلسلہ کا موقعہ پایا تھا۔ آپ نے تحریک جدید کے دفتر اوّل میں قریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ ادا کر کے شمولیت کی تھی (بحوالہ "پنجہزاری مجاہدین" صفحہ ۲۴۴) آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیوی لحاظ سے عروج پر پہنچے۔ اور (بحوالہ بالا) آپ صوبائی وزیر داخلہ کے ممتاز اور قابل قدر اور نہایت ذمہ داران عہدہ پر بھی فائز رہے ہیں۔ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) میں آپ کے مطبوعہ رشحاتِ قلم سے آپ کے اعلیٰ علمی معیار کا علم ہوتا ہے۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ ۱۹۲۶ء کے جلسہ سالانہ پر مسجد اقصیٰ میں ایک زنانہ تقریر کا آپ کی صدارت میں انتظام ہوا تھا۔ اور آپ کے تعارف میں ابتداءً ہی مقرر جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب معلّی القابہ نے یہ بیان کیا تھا کہ ان ایام میں میں ابھی نوجوان ہی تھا اور گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوا تھا۔ تو پروفیسر صاحب محترم اس وقت اپنے علم و فضل کی شہرت پائے ہوئے تھے اور بامِ عروج پر پہنچ چکے تھے چنانچہ آپ اس وقت لاہور میں تشریف لائے تو آپ کی شہرت کی وجہ سے ہم لوگ جوق در جوق آپ کی تقریر سننے کے لئے پہنچے تھے۔

۲۰ر ۲۱ دسمبر ۱۹۵۸ء کو بمقام امپھل (آسام) ایک مذہبی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ آپ نے اسلام کے متعلق ایک فاضلانہ مضمون سپردِ قلم کیا تھا۔ جو گویا کوزہ میں دریا بند کرنے کے مترادف تھا۔ اور متعدد اخبارات و رسائل نے اسے شائع کیا۔ اور

ISLAM—THE NEED OF THE HOUR

کے نام سے نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان اب چوتھی بار اسے شائع کرنے والی ہے۔

آپ نے اپنے اہلِ وطن کی خدمت و ہدایت کے لئے بغیر کسی خارجی تحریک کے از خود آسامی زبان میں قرآن مجید مع تفسیری حواشی تیار کیا۔ جو پانچویں پارہ تک مطبوعہ صورت میں مرکز میں موصول ہو چکا ہے۔ اور اُن کی ہمشیرہ محترمہ مہرالنساء صاحبہ نے جو ایک مخلص خاتون ہیں تحریر کیا ہے کہ یہ ترجمہ مع حواشی ستائیس پارہ تک حضرت مرحوم نے مکمل کر لیا تھا اور اٹھائیس سے تیس پارے تک انہوں نے ترجمہ کر لیا تھا۔ صرف تفسیر اور پروف اسی حصہ کے باقی ہیں جس کی تکمیل کے لئے موصوفہ کے کوشاں ہونے کا اشارہ خط سے ملتا ہے۔ موصوفہ کا ایڈریس پوسٹ ملامین تنکو بنہ۔ ڈاکخانہ ڈبرو گڑھ آسام ہے)

اپنے ابنائے وطن کو اسلام کے منور اور تابندہ اور درخشندہ چہرہ سے روشناس کرانے کے لئے احیائے دین و اعلائے کلمۃ اللہ کا یہ غیر معمولی شاہکار کرنے کا شدید جذبہ آپ کے قلبِ صافی میں موجزن ہونا اور [illegible] تعلیم کے مطابق زندگی کا اختتام ایسی نیک خدمت میں ہونا آپ کے تابِ [illegible] حُسنِ خاتمہ پر دال ہے۔ احباب آپ کے رفع درجات کے لئے دعا فرمائیں اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس فیضِ جاری کے نیک نتائج پیدا کرے اور اس نیک کام کو جاری کرنے والے آپ کے قائمقام پیدا فرمائے۔ اور آپ کے پسماندگان کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ح م۔ اس سے عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے سے معذور ہو گئے تھے۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

محترم مولوی شیخ طاہر الدین صاحب مرحوم کا ذکر خیر

از مکرم مولوی محمد موسیٰ صاحب مبلغ کیرنگ

محترم مولوی شیخ طاہر الدین صاحب مرحوم صدر جماعت احمدیہ کیرنگ جو ماسٹر کے نام سے مشہور تھے۔ مورخہ ۲۰؍۹؍۶۷ کو حرکت قلب بند ہو جانے سے اچانک وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ماسٹر صاحب جہاں علم دوست تھے وہاں روحانیت سے بھی وافر حصہ رکھتے تھے مرحوم نہ صرف جماعت احمدیہ کیرنگ کے صدر تھے بلکہ سیکرٹری مال کے عہدہ پر بھی فائز تھے۔ نیز مڈل سکول جماعت احمدیہ کیرنگ کے ہیڈ ماسٹر تھے تو دوسری طرف PROPOSED HIGH SCHOOL جماعت احمدیہ کیرنگ بھی آپ ہی کی نگرانی میں چل رہا تھا۔ اور بفضلہ تعالیٰ ان تمام دینی اور دنیاوی عہدوں کو بڑی خوبی کے ساتھ نبھا رہے تھے۔

ماسٹر صاحب مرحوم گورنمنٹ ہائی سکول کے ریٹائرڈ تجربہ کار ٹیچر تھے جب آپ پنشن پا کر اپنے وطن تشریف لے آئے تو ۱۹۴۲ء میں جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے اور ۱۹[illegible]ء میں آپ کے ذمہ جماعت نے سیکرٹری مال کا عہدہ سپرد کیا۔ آپ سے پہلے جماعت احمدیہ کیرنگ کے ذمہ بقایا چلا آرہا تھا اور وصولی بھی جو ہوا کرتی تھی وہ برائے نام تھی۔ آپ کی مساعی جمیلہ اور رات دن کی انتھک کوشش و محنت کے باعث بفضلہ تعالیٰ تمام بقایا معاف ہو گیا نہ صرف یہ بلکہ ہر سال بجٹ سے زائد رقم وصول کر کے مرکز بھجوانے لگے۔ جو افراد چندہ دینے میں دیر کرتے آپ ان کے پیچھے پڑ جاتے اور انہیں کہتے کہ یا تو چندہ ادا کر دو یا پھر احمدیت سے انکار کر دو۔ اس صورت میں ہم کوئی چندہ طلب نہیں کریں گے اور بسا اوقات ان سے جھگڑ پڑتے اور اسی قسم کے جھگڑے ہمیشہ ہوا کرتے۔ آخر وہ تنگ آ کر یا تو چندہ ادا کر دیتے یا پھر ماسٹر صاحب مرحوم سے چھپتے پھرتے اور چندہ ادا ہی کر کے کہیں وہ ماسٹر صاحب مرحوم سے ملاقات کرتے۔ گو بعض افراد مرحوم سے جھگڑا پڑتے مگر بعد میں وہ خود شرمندہ ہوتے اور مرحوم سے معافی مانگتے۔ ۱۹۶۶ء میں آپ کا تقرر بطور صدر جماعت احمدیہ کیرنگ عمل میں آیا اور بفضلہ تعالیٰ آپ نے دونوں کاموں کو یعنی سیکرٹری مال اور صدر کے عہدوں کو انتہائی دیانتداری اور حسن خوبی کے

ساتھ تادمِ مرگ نبھایا۔ آپ کے عہد [illegible] پہلی جماعت لائن کیرنگ ۱۹۶۲ء [illegible] جو بفضلہ تعالیٰ ہر سال بڑی [illegible] شرکت کے ساتھ منایا جا رہا ہے جس پر [illegible] ساری جماعتوں کو دعوت دی جا[illegible] غیر از جماعت افراد کو بھی [illegible] ہے اور غیر از جماعت افراد کو بھی [illegible] کیا جاتا ہے۔ اس کے تمام اخراجات [illegible] احمدیہ کیرنگ ہی برداشت کرتی ہے [illegible]

۱۹۶۲ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان بنفس نفیس اس جلسہ کی صدارت کے لئے ہماری دعوت پر از راہِ کرم تشریف لائے تو ماسٹر صاحب مرحوم اس موقعہ پر خوشی کے مارے [illegible] سماتے تھے اور ہمیشہ جلسہ سالانہ [illegible] بنانے کی غرض سے کوشاں رہا کرتے تھے [illegible] مرحوم نے بارہا اس امر کا اظہار [illegible] جہاں اس جلسہ کے ذریعہ ہماری [illegible] ہو رہی ہے وہاں ہمارے بچوں کی تربیت [illegible] دینی امور میں بھی یہ بہترین ذریعہ ہے۔

مرحوم پہلی دفعہ ۱۹۱۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے عہد سعادت میں قادیان [illegible] لے گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تین دفعہ دیار محبوب [illegible] کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ گورنمنٹ سکول میں ملازمت کے سلسلہ میں آپ کا تبادلہ بطور ہیڈ ماسٹر [illegible] ہائی سکول کو ہوا چونکہ یہ ایک [illegible] مشن سکول تھا ماسٹر صاحب مرحوم وہاں [illegible] کو تبلیغ کرنے میں مصروف ہو گئے [illegible] لاجواب ہو کر آپ سے تنگ آ گئے [illegible] کا اثر دن بدن بڑھتا ہوا دیکھ کر [illegible] سازش کر کے آپ کو وہاں سے [illegible] آپ عیسائی مشنریوں کو جواب دینے [illegible] کی طرح لگے اور آپ کو جہاں قرآن کریم [illegible] عشق تھا وہاں بائیبل پر بھی کافی عبور [illegible]

مرحوم بفضلہ تعالیٰ موصی تھے [illegible] میں چندہ کی ادائیگی۔ نماز کی پابندی [illegible] کی پابندی میں پیش پیش رہا کرتے [illegible] تہجد نماز سے کر [illegible] ہی میں رہا کرتے تھے [illegible] ہی کا مسلسل [illegible] کرتے رہتے تھے۔ وفات [illegible] دن قبل عشاء کی نماز [illegible] دماغ کے باعث [illegible] دوسرے بلڈ پریشر [illegible]

اخبار "روشنی" سری نگر کے دوسرے اقتباس کا جواب

ہفت روزہ "روشنی" کے ایک اقتباس کا جواب اس سے قبل "بدر" میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد "روشنی" میں اسی نوعیت کا ایک دوسرا اقتباس بھی بطور سوال و جواب شائع ہوا ہے جسے مع تبصرہ تاریخ بدر کی ضیافتِ طبع کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

س۔ کیا یہ سچ ہے کہ سابقہ قادیانی خلیفہ نے اپنا عقیدہ نبوت و کفر ۱۹۵۳ء میں بدلا تھا قادیانی حضرات کو اس سے انکار ہے۔

ج۔ جی ہاں! ۱۹۵۳ء میں خواجہ نذیر احمد صاحب بار ایٹ لاء اور مولانا مبشر احمد صاحب کے استفسارات کے جواب میں آپ نے اعلان کیا کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ اور مر... متعلق جواب میں آپ کو مسلمان کہت... ہوا ہے مسلمان کہلانے کا حق حاصل ہے جو کوئی شخص حضور کو آخری نبی (خاتم الانبیاء) سمجھتا ہے اور قرآن کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے آخری کتاب تسلیم کرتا ہے اسے مسلمان کہلانے کا حق حاصل ہے۔ خواہ وہ قرآن کریم کی بعض تعلیمات پر عمل نہ کرتا ہو نہ ہم نہ کوئی اور ایسے شخص کے متعلق کہہ سکتا ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے اس طرح خارج ہے جس طرح ہندو اور عیسائی وغیرہ ہیں۔"
(روشنی ۱۷ اگست)

تبصرہ

ایڈیٹر "روشنی" نے اس جواب کو تجاہل عارفانہ قرار دیں یا صریح غلط بیانی کا مرتکب... ایڈیٹر صاحب خود ہی غور فرمالیں۔ تو زیادہ مناسب ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۵۳ء سے قبل یا بعد کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے یا آخر الانبیاء ہونے سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ اس کے برعکس آپ نے ہمیشہ وجد آفرین انداز میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخر الانبیاء ثابت کیا ہے جس پر حضور کا وہ پر عظمت لٹریچر گواہ ہے۔ جو حضور کی یادگار ہے۔ اور جس سے شدید ترین مخالفتوں کے باوجود بنی نوع انسان زمین کے کناروں تک مستفیض ہو رہے ہیں۔

اسی طرح حضور نے کبھی بھی غیر احمدی مسلمانوں کو اس طرح سے دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جس طرح ہندو اور عیسائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ہمارا چیلنج ہے کہ حضور کے سارے لٹریچر میں سے ایڈیٹر روشنی "خاتم النبیین" اور "دائرہ اسلام" کے متعلق ایسی ایک تحریر بھی پیش نہیں کر سکتے جو ان کے موقف کی تائید کرتی ہو۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

خاتم النبیین

حقیقت یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم امیر غیر مبائعین نے جماعت احمدیہ اور غیر احمدیوں کو ختم نبوت کا منکر قرار دے کر دونوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب فرماتے ہیں:۔

الف:۔ "جو لوگ نیا نبی تو نہیں مانتے لیکن وہ کسی پرانے نبی کا آنا بعد از حضرت ختمی پناہ مانتے ہیں وہ بھی ایسے ہی منکرِ ختم نبوت ہیں جیسے کہ وہ آپؐ کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔"

ب:۔ "حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں سوائے ایک ہماری جماعت احمدیہ لاہور کے کوئی جماعت اسلامی ختم نبوت کی قائل نظر نہیں آتی۔"
(پیغام صلح ۲۷ر جنوری ۱۹۴۱ء)

ج:۔ "بیشک ختم نبوت کے منکر کو میں بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"
(پیغام صلح ۲۷ر جنوری ۱۹۴۱ء)

مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ موصوف کے نزدیک جماعت احمدیہ اور غیر احمدی فرقے ختم نبوت کے منکر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مولوی صاحب مرحوم کی تحریراتِ بالا سے دو اعتراف بھی نکلتے ہیں جن سے پیغامی حضرات کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

اعتراف اوّل۔ یہ کہ مولوی صاحب نے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ غیر احمدیوں کے فرقے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے قائل بن کر ختم نبوت کے متعلق اصولی طور پر وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو عقیدہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امتی نبی مان کر رکھتی ہے اور فریقین میں اختلاف صرف شخصیت کے تعیّن کا ہے۔

اعتراف ثانی۔ یہ کہ پیغامی حضرات وفاتِ مسیح کا اقرار اور نبوت مسیح موعود کا انکار کر کے ختم نبوت کے متعلق اصولی طور پر وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو مسئلہ ختم نبوت کے متعلق "بہائیت" کا عقیدہ ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

پیغامی دوستوں کو غور کرنا چاہیئے کہ مولوی محمد علی صاحب کس راستہ پر چلا رہے ہیں اور وہ کدھر کو جا رہے ہیں؟

دائرۂ اسلام

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکذّبین و منکرین کے متعلق بدائرۂ اسلام سے خارج کرنے کے الفاظ ضرور موجود ہیں۔ لیکن ایسے الفاظ ہرگز موجود نہیں ہیں کہ یہ لوگ ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

جیسا کہ سطور بالا میں مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات سے ثابت ہے کہ موصوف نے بھی غیر احمدی فرقوں اور جماعت احمدیہ کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے اسی طرح ہر فرقہ کے مسلم علماء نے دوسرے فرقوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مسلمان کو جو ظالم کے ساتھ چلتا اور اس کی امداد کرتا ہے اس کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بعض مواقع پر یہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

لیکن پیغامی حضرات کا تعصب ملاحظہ ہو کہ وہ ان جملہ بزرگان اور پیغامیت کے بانی مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات میں جب ایسے الفاظ دیکھتے ہیں تو یہ الفاظ انہیں میٹھے لگتے ہیں اور جب یہی الفاظ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات میں دیکھ لیتے ہیں تو آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔

آخر میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان تحریر پیش کرتے ہیں جس میں "دائرۂ اسلام" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے کہ مسیح بے باپ تھے اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں۔ نیچری جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کا باپ تھا وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ ایسے لوگوں کا خدا مُردہ خدا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی جو خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کر سکتا۔ ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔"
(الحکم ۲۴ر جون ۱۹۰۱ء)

پیغامی دوست غور فرمادیں کہ ان کا "ایمان" اور "اعتقاد" اس مسئلہ میں کیا ہے اور وہ خود حضور کی اس تحریر کے مطابق دائرۂ اسلام کے اندر ہیں یا باہر۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

خاکسار
عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ احمدیہ
مقیم یاڑی پورہ کشمیر

درخواستہائے دعا

۱۔ خاکسارہ اپنے بچوں اور خاوند کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہے نیز احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے علاقہ میں احمدیت کو ترقی دے اور ہماری اقتصادی حالت کو بہتر بنادے۔ آمین
عاجزہ کنیز فاطمہ اہلیہ محترم محمد شعبان نور صاحب اڑ کشک۔

۲۔ خاکسار کا لڑکا دسویں جماعت میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اور میں خود بعض مالی مشکلات میں مبتلا ہوں۔ احباب کرام عزیز کی نمایاں کامیابی اور خاکسار کی مالی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا کریں۔
خاکسار محمد شمس الحق
معلم مدرسہ احمدیہ بنگال اڑیسہ

ہر احمدی ہجومِ مشکلات کے باوجود والہانہ طور پر اپنی قربانی پیش کرے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الصدقۃ برھانٌ" اللہ تعالیٰ کی راہ میں عزیز اموال خرچ کرنا انسان کی اعلیٰ ایمانی حالت پر دلالت کرتا ہے اسی لئے سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے ان لوگوں کے متعلق جو مالی قربانی سے گریز کرتے ہیں فرمایا:-

"وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان

نہیں دھرے گا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

پس وہ احمدی افراد بہت ہی خوش نصیب ہیں جنہوں نے اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے عزیز اموال اشاعتِ اسلام کے لئے پیش کر دیئے۔ اور ان کے پیش کردہ اموال کی مثال اس دانے کی مانند ہے جس سے سات بالیاں اُگتی ہیں اور پھر ایک بالی سے سو دانے پیدا ہوتے ہیں۔ جب اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے اموال میں اس نسبت سے بھی کئی گنا برکت ڈالی جاتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت اور اشاعتِ اسلام کا صدقہ جاریہ متقاضی ہے کہ ہر احمدی نے ہجومِ مشکلات کے باوجود والہانہ طور پر اپنی قربانی بصورت وعدہ حضور اقدس کی خدمت میں پیش کیا تھا جلد ادا کر دے تاکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں نومبر کے آخر تک جن دوستوں اور جماعتوں کے وعدے سو فیصدی داخل خزانہ ہو جائیں گے ان کے نام اور عہدیداران و مبلغین کرام کے نام بغرض دعا پیش کر دیئے جائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ مشکلات کا اصل حل ہی دیوانہ وار قربانی پیش کرنے میں ہے۔ واللہ الموافق والمستعان۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

منظوری عہدیداران جماعت

مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب ۳۰ر اپریل ۶۸ء تک منظور کیا جاتا ہے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

(۱) جماعت احمدیہ چاپٹیاسہ ضلع سنگھ بھوم (بہار)

صدر و سیکرٹری مال۔ مکرم پروفیسر عزیز احمد صاحب

(۲) جماعت احمدیہ مدراس

صدر۔ مکرم مولوی محمد صاحب
سیکرٹری مال۔ مکرم محمد رفیق صاحب
〃 تبلیغ۔ مکرم ایم کے ایس محی الدین اقبال صاحب
جائنٹ سیکرٹری تبلیغ۔ مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان
سیکرٹری امور عامہ۔ مکرم محمد کریم اللہ نوجوان
〃 تعلیم و تربیت۔ مکرم غلام محی الدین صاحب
جائنٹ سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ مکرم بشیر احمد صاحب
سیکرٹری وقف و تحریک جدید۔ مکرم حسن جعفری صاحب
سیکرٹری احمدیہ مسجد کمیٹی۔ مکرم مولوی کمال الدین صاحب
آڈیٹر۔ مکرم مولوی کمال الدین صاحب۔

خریداران بدر سے گذارش

۱۔ بدر کو ترقی دینا اور اس کی خریداری میں اضافہ کرنا ہر مخلص احمدی کا فرض ہے
۲۔ نئے خریداران اطلاع دیتے وقت "نیا خریدار" کے الفاظ ضرور لکھیئے۔
(۳) جملہ خریداران بدر خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ اور پورا پتہ نام۔ دکان نمبر۔ محلہ جگہ۔ ڈاکخانہ اور صوبہ لکھا کریں۔
(۴) پتہ صاف اُردو اور انگریزی دونوں حروف میں لکھیئے۔

(مینیجر بدر قادیان)

شیخ طاہر الدین صاحب کا ذکر خیر

(بقیہ صفحہ ۹)

محترم خان بہادر سعد اللہ خان صاحب جب حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے تو ماسٹر صاحب مرحوم نے خاکسار سے کہا کہ اگر بلڈ پریشر کا عارضہ نہ ہوتا تو میں بھی حج کے لئے جاتا۔ مرحوم احمدیت کے ایک زندہ نمونہ تھے ہمیشہ ان کی خواہش رہا کرتی تھی کہ جماعت کیرنگ کے افراد احمدیت کے ماحول میں اپنی زندگی گذاریں جلسہ وغیرہ میں بھی آپکی زرین نصائح ہوا کرتی تھیں۔

احمدیت کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش

وفات سے ایک دن قبل جبکہ تالاب سے غسل کر کے اپنے گھر کو آ رہے تھے تو راستہ میں مکرم بشیر خان صاحب

نائب صدر جماعت احمدیہ کیرنگ سے دریافت کیا (؟) زلزلے آ رہے ہیں کہ دنیا میں دھرا کیا ہے۔ یہیں مرنا ہو جانا ہے ۱۹ کو دن کے بارہ بجے مرحوم کی زبان سے یہ الفاظ نکلے اور دوسرے دن یعنی ۲۰ کو دن کے بارہ بجے دار فانی سے چل بسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوقت وفات مرحوم کی عمر ۵۷ سال کے قریب تھی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے دو لڑکے ایک لڑکی اور متعدد پوتے پوتیاں چھوڑے ہیں اور بڑے لڑکے بفضلہ تعالیٰ مولوی فاضل ہیں اور احمدیت کے ایک جوشیلے خادم ہیں۔ دعا ہے کہ مولیٰ کریم ان سب کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دیتے ہوئے صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کی وفات سے جماعت احمدیہ کیرنگ میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اسکو محض اپنے فضل و کرم سے پُر کرے اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ ان پرانے بزرگوں میں سے اب جماعت احمدیہ کیرنگ میں خان بہادر مکرم سعد اللہ خان صاحب ہی رہ گئے ہیں۔

تحریک جدید کا مالی سال

تحریک جدید کا مالی سال ۳۱ر اکتوبر کو ختم ہو رہا ہے۔ دفتر اول۔ دفتر دوم۔ دفتر سوم کے وعدہ جات کی ادائیگی بہر حال اس تاریخ سے قبل ہو جانی لازمی ہے

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

خبریں

نیو دہلی ۲ اکتوبر۔ وزارت دفاع کے ایک ترجمان نے آج سکم سرحد کے مقام پر فائرنگ کا پس منظر بتاتے ہوئے کہا کہ چینی فوجیوں نے اس مقام کے کچھ جگہ پر اپنا حق جتایا۔ بھارتی فوجیوں نے ان کے اس دعوے کو غلط قرار دیا۔ اور اس بنا پر چینی اور بھارتی فوجیوں میں دست بدست لڑائی ہوئی اس کے نتیجہ کے طور پر دونوں طرف کچھ جانی نقصان ہوا۔ اس کے ساتھ چینی فوج بلا تنبیہ ارٹلری اور ریکوائل لیس توپوں سے گولہ باری شروع کر دی۔ بھارت نے اس کا مؤثر جواب دیا۔ فائرنگ رک رک کر شام ۵ بجے تک جاری رہی۔ اس کے نتیجے کے طور پر دونوں طرف دونوں کو نقصان پہنچا۔ نیز دونوں طرف جانی نقصان ہوا۔ ترجمان نے کہا کہ دونوں طرف سے کچھ فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔ لیکن جانی نقصان کے متعلق قطعی اطلاعات نہیں ملیں لیکن فائرنگ کی شدت اور نوعیت کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں بھارت کا نقصان بہت معمولی ہوا۔ کل شام کے ۵ بجے کے بعد کوئی فائرنگ نہیں ہوئی۔

ادھر چین کی خبر رساں ایجنسی جو چائنا نیوز ایجنسی نے ایک مراسلہ میں بتایا کہ چین سرکار کو سکم تبت سرحد سے اپنے سرحدی محافظوں کی طرف سے رپورٹ موصول ہوگئی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ بھارتی فوجی چولا کے مقام پر سرحد پار کر کے چینی علاقہ میں داخل ہو گئے اور انہوں نے اپنی سنگینوں کے ساتھ اشتعال انگیز کاروائیاں کیں۔ اور اس کے بعد انہوں نے چین کے سرحدی محافظوں پر فائرنگ شروع کر دی۔ نیو چائنا نیوز ایجنسی کے اعلان میں مزید کہا گیا ہے کہ سرحدی صورت حال ابھی رونما ہو رہی ہے۔ اور چین سرکار اس کا جائزہ لے رہی ہے۔

نکسار دگجرات) ۲ اکتوبر۔ آج پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے گاندھی جینتی پر نکسار ڈسٹرکٹ پنچایت کے ممبروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لوگوں کو گاندھی جی کے آدرش اپنانے چاہئیں۔ تاکہ امیر اور غریب کا فرق کم ہو سکے آپ نے اقتصادی سماجی نابرابری کے خلاف گاندھی جی کی جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اقتصادی نابرابری کے خلاف جدوجہد بھی اتنی ہی اہم ہے

نیو دہلی۔ ۲ اکتوبر کل چین کے قومی دوس پر چینی سفارت خانہ میں جو دعوت ہوئی وہ بہت پھیکی رہی۔ اور اس میں صرف ۳۰ بھارتیوں نے شرکت کی۔ بھارتی حکام دعوت میں شامل نہ ہوئے۔ مختلف ملکوں کے بہت کم سفارتی نمائندے دعوت میں آئے۔ جو سفیر دعوت میں شامل نہ ہوئے ان میں روسی سفیر بھی شامل تھا۔ جو دعوت کی تاریخ سو رگیہ لال بہادر شاستری کی یاد میں منعقدہ پرارتھنا سبھا میں موجود تھا۔ جو ۳۰ بھارتی شامل ہوئے ان میں بعض کمیونسٹ ممالک کے سفارتخانوں کے ملازم۔ چند چین نواز کمیونسٹ اور مقامی مسلم ممبر تھے۔ بھارتیوں کو سفارت خانہ کے گیٹ سے کچھ فاصلہ پر روک لیا گیا اور ان کے دعوت ناموں کی پڑتال ہوئی۔

(قادیان میں)

جماعت احمدیہ کا ۷۶ واں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ نومبر ۱۹۶۷ء منعقد ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالے کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۶ واں جلسہ سالانہ بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ نومبر ۱۹۶۷ء کو منعقد ہوگا اس مبارک اور مقدس جلسہ میں شمولیت کے لئے احباب ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور خود بھی تشریف لائیں۔ اور دیگر احباب کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس روحانی اجتماع سے مستفید ہوں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

صوبہ اترپردیش کی تیسری احمدیہ صوبائی کانفرنس

بمقام۔ شاہجہانپور۔

بتاریخ۔ ۴۔ ۵ نومبر ۱۹۶۷ء

صوبہ اترپردیش کے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تیسری احمدیہ کانفرنس انشاء اللہ ۴، ۵ نومبر ۱۹۶۷ء بروز سنیچر و اتوار شاہجہانپور شہر میں منعقد ہوگی۔ احباب سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر کانفرنس کو کامیاب کریں۔

احباب کے قیام کا انتظام احمدی اینڈ کو محلہ بہادر گنج شاہجہانپور میں ہوگا فرم احمدی اینڈ کو محلہ بہادر گنج شاہجہانپور میں کافی معروف ہے۔ اور اسٹیشن سے زیادہ دور نہیں۔ احباب بذریعہ تانگہ یا رکشا بسہولت وہاں پہنچ سکتے ہیں قیام و طعام کا انتظام جماعت احمدیہ شاہجہانپور کی طرف سے ہوگا۔ البتہ موسم کے مطابق احباب بستر ہمراہ لائیں۔

کانفرنس کے سلسلہ میں جملہ خط و کتابت حسب ذیل پتہ پر کی جائے۔

بشیر احمد

صدر مجلس استقبالیہ احمدیہ صوبائی کانفرنس

معرفت احمدی اینڈ کو

محلہ بہادر گنج شاہجہانپور

P.O Shahjahanpur. U.P (اترپردیش)